اسلام کے معاشی نظام میں شراکتی کاروبار: ایک تحقیقی جائزہ

An Analysis of the Business Partnership in Islamic Economic System

Dr. Khwar Anjum Bhatti

Department of Islamic Studies, University of Sindh, Jamshoro

Email: khawaranjum373@gmail.com

Abstract:

The Islamic system is based on interest free economy, because Interest or Usury is totally forbidden in Islam and regarded a serious crime and a challenge to the authority of Almighty Alla'h. As we know that Islam is a religion of Peace and harmony having rules and regulations that govern all aspects of life. The trading System in Islam is the best option. The last Prophet of Islam Hazrat Muhammad (SAW) was part of the trade profession (Business), so the trading system is inherited by Muslims. Interest or usury is disallowed; exploitation is discouraged and common welfare of all human beings given top priority. Business and trade partnership is allowed in Islam as long as profit and loss equally shared. In the Islamic economic system companies working on the basis of equal partnerships enjoy great respect. In the time of the Holy prophet, business based on partnership system was allowed and people in Mecca and Madina practised it at a large scale.

Keywords: Islam, Economic System, Business Partnership.

تعارف موضوع:

اسلام نے زندگی کے تمام شعبوں کے لیے ایسے اصول و ضوابط مقرر کیے ہیں کہ اگر ان پر عمل کیا جائے تو مسلمان زندگی کی دوڑ میں کبھی بھی پیچھے نہیں رہ سکتے۔ کاروبار اور تجارت زندگی کا اہم ترین اور بہت باعزت پیشہ ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اکرام نے تجارت کا پیشہ اپنایا۔ تجارت کے جواز اور اہمیت کے ساتھ ساتھ اسلام نے اس بات پر بھی زور دیا ہے کہ ناجائز ذرائع سے دولت قطعاً نہ کمائی جائے، بلکہ ناجائز ذرائع سے کمائی ہوئی دولت کو حرام اور کسبِ خبیث قرار دیا ہے، چنانچہ چوری، غصب، رہزنی، سود، قمار بازی، ذخیرہ اندوزی، ناپ تول میں کمی اور کمائی کی ہر ضرر رساں صورت کو حرام قرار دیا ہے، ربلو کو اس لئے حرام قرار دیا ہے کہ اس میں ایک فریق کو بلا کسی معاوضہ کے فائدہ اور دوسرے کو نقصان پہنچتا ہے اور اس کے مقابلہ میں صرف ایسی تجارتی اسکیم یا کاروبار کو جائز قرار دیا ہے جس میں ہر دو طرف کے افراد نفع یا نقصان میں شریک ہوں۔ اسلام کے اقتصادی نظام میں مشترکہ سرمایہ دار کمپنیوں کی بہت اہمیت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں

شرکتی کاروبار بہت مقبول تھے، آپ نے شرکت ہی کے ذریعہ بے روزگار مہاجرین کو کاروبار پر لگایا تھا، چنانچہ جب انصار نے مہاجرین سے کہا کہ محنت اپنے ذمہ لو اور ہم تمہیں فصل میں شریک کر لیں گے تو مہاجرین نے اس شرط کو تسلیم کر لیا، فقہی اصطلاح میں اگر شرکت زراعت کے متعلق ہو تو اسے ”مزارعت“ کہتے ہیں^۱ اور درختوں اور پھلوں سے متعلق ہو تو اسے ”مساقاۃ“ کہتے ہیں۔^۲

شرکتہ العقود:

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایسی سرمایہ کاری یا تجارتی کاروبار جس میں دو یا دو سے زیادہ افراد مل کر سرمایہ فراہم کریں اور نفع و نقصان میں باہم شریک ہوں تو اسے ”شرکتہ العقود“ نام دیا جاتا ہے، یعنی ایسی شرکت جو معاہدہ کے ذریعہ عمل میں آتی ہے، اسے ہم Contract بھی کہہ سکتے ہیں۔

یہ تجارتی کاروبار دنیا کے دیگر حصوں کی طرح قبل از اسلام بھی عربوں میں رائج تھا، طلوع اسلام کے بعد اسے برقرار رکھا گیا^۳ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے لے کر آج تک لوگ شرکت کے ذریعہ کاروبار کرتے آئے ہیں۔^۴ چونکہ کسی بڑی تجارتی مہم کو سرانجام دینا کسی ایک فرد کا کام نہیں چنانچہ افراد مشترکہ سرمایہ اور محنت کے ساتھ اس مہم کو سر کرنے کا ارادہ کرتے ہیں۔ تمام علمائے اسلام ایسی شرکت کے جواز کے قائل ہیں جس میں ہر ایک شریک دوسرے شریک ہی کی طرح اس قسم کا مال یعنی درہم دینار کاروبار پر لگا دیتا ہے اور انہیں اس طرح غلط ملط کر دیتا ہے کہ وہ مل کر ایک ہی مال بن جاتا ہے اور تمیز باقی نہیں رہتی کہ کس کا مال فروخت ہوا اور کس کے مال سے تجارت کا سامان خریدا گیا، ایسی کاروبار کے نفع و نقصان میں تمام فریق شریک ہوتے ہیں۔^۵

شرکت کی شرائط:

شرکت کی شرائط درج ذیل ہیں:

- (الف)۔ شرکت ایک معاہدہ ہے، لہذا اس کے لیے ایجاب و قبول لازمی ہے۔^۶
- (ب)۔ معاہدہ شرکت درہم، دینار اور رائج الوقت سکے سے منعقد ہوتا ہے۔^۷ لیکن امام ابو حنیفہؒ اور قاضی ابو یوسفؒ کی رائے یہ ہے کہ صرف دینار (سونے کے سکے) اور درہم (چاندی کے سکے) سے ہی شرکت کا معاہدہ ہو سکتا ہے، تانبے کے سکے (فلوس) سے نہیں ہوتا، کیونکہ ان کی قیمت ہر وقت بدلتی رہتی ہے اور ان کی نوعیت دوسرے سامان کی مثل ہو جاتی ہے۔^۸

(ج)۔ اگر مال اشیاء کی شرکت کی شکل میں ہو تو شرکت کا کاروبار شروع کرنے سے پہلے اس کی قیمت کا تعین زر کی صورت میں ہونا ضروری ہے یا ایک شریک اپنا نصف مال دوسرے کے نصف سے تبادلہ کر لے اور اس طرح سامان ہی کو سرمایہ قرار دیا جائے تو اس میں کوئی عذر باقی نہیں رہتا اور نہ مالیت کے متعلق جھگڑا ہو سکتا ہے۔

دستاویز کی تحریر:

شمس الائئم علامہ سرخی شرکت کے معاہدے کے لیے دستاویز کا لکھا جانا ضروری قرار دیتے ہیں، شرکت ایک ایسا معاہدہ ہے جو ایک مدت تک جاری رہتا ہے، لہذا اس کے لئے دستاویز کا لکھا جانا ضروری ہے تاکہ کبھی جھگڑا ہو جائے تو اس دستاویز کی روشنی میں فیصلہ کیا جاسکے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ“

(ترجمہ): اے مومنو! جب ایک مدت کے لئے قرض لو تو اس کو لکھ لیا کرو)

نیز دستاویز کا مقصد توثیق اور احتیاط ہے، پس اس کے لئے ضروری ہے کہ دستاویز لکھی جائے تاکہ مستقبل میں کسی قسم کے جھگڑے اور شکوک و شبہات سے بچا جاسکے:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھی کوئی معاہدہ کیا تو باقاعدہ اس کو تحریر کیا، جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ والے دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو صلح نامہ لکھنے کا حکم دیا اور بذات خود املاء فرمائی کہ یہ وہ صلح نامہ ہے جو محمد بن عبد اللہ اور سہیل بن عمرو کے درمیان مکہ والوں کے لئے ہوا۔ دستاویز تحریر کرتے وقت اس میں سرمایہ کی مقدار کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے تاکہ اس سے نفع کی مقدار معلوم ہو سکے اور بوقت نزاع اس کی طرف رجوع کیا جاسکے اور اس دستاویز میں یہ بھی تحریر کیا جائے کہ ”وذلك كله في أيديهما“^{۱۰} یعنی یہ سرمایہ ان کے ہاتھ میں نقد موجود ہے۔

اور اسی طرح لکھنے سے اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ سرمایہ غائب نہیں اور نہ قرض ہے بلکہ وہ زر ہے جو بصورت نقدی ان کے ہاتھ میں موجود ہے، پھر اس شرکت کی دستاویز میں ہر ایک کو ان کی مقدار سرمایہ کے موافق جو نفع ملے گا، اس کا تذکرہ کیا جائے نیز یہ بھی لکھا جائے کہ انہوں نے فلاں سال اور فلاں مہینے میں اشتراک کے تعین میں کوئی جھگڑا نہیں کریں گے اور نہ ہی ان میں سے کوئی ایک بات کا دعویٰ کر سکتا ہے کہ اس تاریخ سے پہلے اس نے مال خریدا اور اس میں اس کا حق ہے۔

شرکت کی اقسام: Types of Partnerships:

بلحاظ نوعیت اور سرمایہ، فقہاء اسلام نے شرکت کی درج ذیل چار قسمیں بیان کی ہیں:

(۱)۔ شرکت المفاوضہ

(۲)۔ شرکت العنان

(۳)۔ شرکت الصنائع

(۴)۔ شرکت الوجوہ

ذیل میں ہر ایک کی مختصر اوضاحت کی جاتی ہے:

(۱)۔ شرکتہ المفادضہ

دو یا دو سے زائد افراد مساوی سرمایہ کے ساتھ نفع و نقصان میں برابری کے اصول پر کسی کاروبار میں شریک ہوں تو اسے شرکتہ المفادضہ کہتے ہیں۔ "شرکت کی اس قسم میں ہر شریک دوسرے کا وکیل بھی ہوتا ہے اور ضامن بھی، کاروبار کے آغاز کے لئے ضروری ہے کہ شرکاء مال حاضر کے ساتھ شریک ہوں، اسٹاک یا واجب الاصل اثاثوں کے ساتھ شرکت المفادضہ وجود میں نہیں آسکتی۔" شرکتہ المفادضہ میں کاروبار کا مالک کوئی بھی شریک رہن رکھ کر کاروبار کے لئے قرض لے سکتا ہے اور تمام کاروبار سے اس قرض کو ادا کرنا ہوگا۔ اس طرح کوئی شریک مشترکہ کاروبار کا کوئی حصہ کسی بیرونی شخص کو مضاربیت کے طور پر بھی دے سکتا ہے یا پھر باہر سے کوئی سرمایہ اس اصول پر مشترکہ کاروبار کے لئے لے سکتا ہے۔

شرکتہ المفادضہ کی جملہ قسموں میں تمام شرکاء کو کاروبار چلانے کی مکمل آزادی ہوتی ہے، اس میں ہر شریک کو امین تصور کیا جاتا ہے۔^{۱۳}

(۲)۔ شرکتہ العنان

شرکتہ العنان میں دو یا دو سے زائد اشخاص غیر مساوی سرمایوں اور مساوی نفع و نقصان کی نسبتوں سے کاروبار کرنے کے لئے جمع ہو سکتے ہیں، اس میں ہر شریک دوسرے شریک کا وکیل ہوتا ہے ضامن نہیں ہوتا۔^{۱۴} چنانچہ اگر ایک شریک دوسرے کی رضامندی کے بغیر کوئی ایسا عمل کرتا ہے جس سے کاروبار پر کوئی بوجھ آئے تو باقی شرکاء اس کے ذمہ دار نہ ہوں گے۔ شرکتہ العنان میں چونکہ ہر شریک دوسرے کا وکیل تو ہوتا ہے، کفیل نہیں ہوتا، لہذا اگر کاروبار کے کسی واجب الوصول قرضے میں ایک شریک مہلت دے دیتا ہے یا کچھ چھوٹ دے دیتا ہے تو دوسرے شرکاء اس کے اس عمل میں بری الذمہ ہوں گے۔^{۱۵}

(۳)۔ شرکتہ الصنائع:

اگر ہنرمندوں اور دستکاروں کا گروہ مل کر کاروبار اس طرح چلانا چاہیں کہ لوگوں سے اپنے متعلقہ پیشہ کے سلسلہ میں کام لیا کریں اور جو نفع ہو، اسے باہم تقسیم کریں مثلاً دھوبیوں کا کوئی گروہ اگر چاہے تو واشنگ کمپنی بنا کر دھونے کے لئے لوگوں سے کپڑے لے سکتا ہے اور کمپنی کا جو نفع ہوگا وہ تقسیم ہوتا رہے گا، اس کا دوسرا نام "شرکت قبل یا شرکت اعمال اور شرکت ابدان ہے۔"^{۱۶} اس قسم کی شراکت میں شرکاء ایک دوسرے کے کفیل بھی ہوتے ہیں اور ضامن بھی ہوتے ہیں۔^{۱۷}

احناف کے نزدیک تو اس قسم میں اتنی وسعت ہے کہ دو مختلف پیشے یا ہنر والے جیسے درزی، رنگ ریز وغیرہ کاروبار میں شرکت کر لیں اور اپنے اپنے پیشے کے مطابق کام کر کے نفع باہم بانٹ سکتے ہیں، اسی طرح فقہاء حنفی نے بطور استحسان اس قسم کی شراکت بھی جائز قرار دی جس میں ایک آدمی دکان (اسٹاک) وغیرہ کا مالک ہے، دوسرا شخص کار بگر ہے اور یہ دونوں نفع و نقصان میں شریک ہیں تو ان کا کاروبار جائز ہے۔^{۱۸}

(۴)۔ شرکتہ الوجوہ:

دو یا دو سے زائد افراد جو نہ کسی ہنر سے واقف ہوں اور نہ ان کے پاس سرمایہ ہو، لیکن اپنی سادہ اور اعتماد پر لوگوں سے مال لے کر باہمی کاروبار کر سکتے ہیں اور اس طریقے سے جو نفع ہوگا، وہ آپس اور اعتماد پر لوگوں سے مل کر باہمی کاروبار کر سکتے ہیں اور اس طریقے سے جو نفع ہوگا، آپس میں بانٹ لیں گے۔ اسے "شرکتہ الوجوہ" یا "شرکتہ الناس" کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔^{۱۹} فقہ مالکیہ کی مستند کتاب "المدونہ الکبریٰ" میں شراکتی کاروبار کی بہت سی مثالیں بیان کی گئی ہیں، ان میں سے چند ایک کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے:

(الف)۔ طبّی شراکت:

دو یا دو سے زائد ڈاکٹر زمل کر مشترکہ طور پر علاج معالجہ کے لئے دواخانہ قائم کر سکتے ہیں، مشترکہ سرمایہ سے ادویات خرید کر ہسپتال چلا سکتے ہیں۔ اخراجات کی کٹوتی کے بعد جو خالص آمدنی ہو، اسے حسبِ تصفیہ باہم تقسیم کر لیں۔^{۲۰}

(ب)۔ تعلیمی شراکت:

طبّی شراکت کی طرح دو یا دو سے زیادہ اساتذہ مل کر تعلیمی ادارے کھول کر آمدنی باہم تقسیم کر سکتے ہیں۔

(ج)۔ مشترکہ کاشت:

امام مالک کے نزدیک مشترکہ سرمایہ سے مولیٰ، آلات زراعت جیسے ٹریکٹر اور بیج وغیرہ خرید کر مشترکہ عمل سے زراعت کریں تو جائز ہے۔^{۲۱}

(د)۔ شراکتِ نقل و حمل (Transport Company)

دو یا دو سے زائد افراد مل کر نقل و حمل کی شراکت (ٹرانسپورٹ کمپنی) قائم کر سکتے ہیں۔^{۲۲} اسی طرح مشترکہ سرمایہ سے بری، بحری اور ہوائی کمپنیاں بنا کر نقل و حمل کیلئے شراکتی کاروبار کر سکتے ہیں۔

انفساخِ شرکت (Cancellation of Partnership):

درج ذیل صورتوں میں تمام قسم کے شراکتی کاروبار منسوخ ہو جائیں گے:

(۱)۔ واضح ہونا چاہئے کہ ہر شریک کو شراکتی معاہدہ کے فسخ کا اختیار حاصل ہوتا ہے لہذا جب کوئی شریک معاہدہ کو فسخ کرنے کا اختیار استعمال کرتا ہے تو انفساخ اس وقت تک متحقق نہ ہوگا، جب تک دیگر شرکاء کو اطلاع نہ دی جائے۔

(۲)۔ کسی شریک کے مرنے پر معاہدہ شراکت فسخ ہو جائے گا، ہاں اگر ورثاء چاہیں تو شریک کے معاہدے کی از سر نو تجدید (Renew) کر سکتے ہیں۔

(۳)۔ اسی طرح اگر کوئی شریک مرتد ہو جاتا ہے تو بھی اس کا معاہدہ فسخ ہو جاتا ہے۔

وضاحت:

یہ خیال درست نہیں کہ مشترکہ سرمایہ دار کمپنیاں عہد جدید کی پیداوار ہیں بلکہ قدیم زمانہ سے اس کا رواج رہا ہے۔ زمانہ قبل اسلام میں بھی یہی رائج تھا، چنانچہ عرب کے قدیم معاشی نظام کا اگر مطالعہ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ قریش کے تجارتی قافلے مشترکہ سرمایہ سے چلتے تھے۔ البتہ عصر حاضر میں ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا گیا اور متعلقہ قوانین میں وسعت اور لچک پیدا کی گئی۔

نتیجہ (Conclusion):

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کیا جانے والا ہر کاروبار جائزہ العمل ہے، تاہم ہر ضرر رساں کاروبار اور بالخصوص ربا (سود) قطعی حرام ہے۔ تاہم مساقہ و مزارعت اور شرکت و مضاربت سمیت تمام کاروبار کے دروازے اسلامی نظام معشیت میں کھلے ہیں۔

حواشی و حوالہ جات

- ۱۔ البخاری، أبو عبد الله محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الشروط، باب الشروط فی المعاملة: جلد ۳، ص ۲۴۹، دارصادر، بیروت، لبنان، ۱۹۹۷ م
- ۲۔ فقہ اور حدیث کی کتب میں شرکت کی طرح مزارعہ اور مساقہ سے علیحدہ علیحدہ باب پائے جاتے ہیں
- ۳۔ المرغینانی، برهان الدین أبو الحسن علی بن عبد الجلیل، الہدایہ، کتاب الشرکہ، جلد ۱۱، ص-۱۵۱، مطبوعہ کراچی (پاکستان)، ۲۰۰۱ء
- ۴۔ السرخسی، شمس الدین أبو بکر محمد بن أبو سہل، المبسوط، کتاب الشرکہ، جلد ۱۱، ص-۱۵۱، مکتبہ التجاریہ، مکہ المکرمة (السعودیہ العربیہ)، ۲۰۰۳ م
- ۵۔ ابن رشد، محمد بن احمد بدایۃ المتجدد، کتاب الشرکہ، جلد ۲، ص ۱۹۱، مطبع: المکتبہ العلمیہ، لاہور، ۲۰۰۵ م
- ۶۔ المرغینانی، الہدایہ، کتاب الشرکہ، جلد ۲، ص-۵۸۸
- ۷۔ ایضاً: جلد ۲، ص-۵۹۱
- ۸۔ ایضاً: جلد ۲، ص-۵۹۱
- ۹۔ القرآن، سورۃ البقرۃ: آیت نمبر ۲۸۲
- ۱۰۔ السرخسی، "السرخسی"، "المبسوط"، ص ۱۵۶
- ۱۱۔ ایضاً، جلد ۱۱، ص ۱۵۲، المرغینانی: الہدایہ، کتاب الشرکہ، جلد ۲، ص ۵۸۸
- ۱۲۔ علاؤ الدین أبو بکر بن مسعود، الکاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، (تکمیل سعید کینی کراچی، لاہور، جلد ۶ ص ۵۲-۶۰)

- ١٣- السرخسي، المبسوط، جلد ١، ص-١٥٧
- ١٤- أيضاً، جلد ١١، ص-١٤٢
- ١٥- السرخسي، المبسوط، جلد ١١، ص-١٤٢
- ١٦- الكاساني، بدائع الصنائع، جلد ٢، ص-٥٦
- ١٧- السرخسي، المبسوط، جلد ١١، ص-١٥٥
- ١٨- السرخسي، المبسوط، جلد ١١، ص-١٥٩
- ١٩- امام مالك بن أنس، المدونة الكبرى، جلد ٣، ص-٢٦ (شركة الأطباء المعلمين)
- ٢٠- المدونة الكبرى (باب الشركة في الزرع)، جلد ٢، ص-٢٩
- ٢١- امام مالك المدونة (باب شركة الحمالين)، جلد ٣، ص-٢٤
- ٢٢- السرخسي، المبسوط، جلد ١١، ص-١٥٢

@ 2017 by the author, Licensee University of Chitral, Journal of Religious Studies. This article is an open access article distributed under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution (CC BY) (<http://creativecommons.org/licenses/by/4.0/>).